بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام اور نفسیات

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

0301-6002250 -- 303-4367413

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرستِ مضامین

☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

اسلام اور نفسیات

یہ کائنات خیالات ، ارادوں اور منشاء کے تابع چل رہی ہے، اور انسان کا ہر قدم نفسیاتی طور پر کسی نہ کسی اُمید کے خیال یا کسی نہ کسی خوف کے خیال کی بنا پر اُٹھتا ہے۔

نفسیات کا لفظ نفس سے ماخوذ ہے۔ انسان کا نفس اپنے بنیادی عادت کے اعتبار سے ہمیشہ برائی کی طرف مائل رہتا ہے، اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یعنی بے شک نفس بہت زیادہ برائی کا حکم ضرور دیتا ہے (یوسف: ۵۳)۔

نفس کی حالت میں جب بہتری آتی ہے تو اسے نفسِ لوّامہ کہا جاتا ہے (القیامہ: ۲) یعنی غلطی کر کے پچھتانے والا نفس۔ پھر جب نفس بالکل برائیوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اسے نفسِ مطمئنہ کہا جاتا ہے (الفجر: ۲۷) یعنی اچھائی پر مطمئن ہو جانے والا نفس۔

دنیاوی مسائل میں نفسیاتی مشکلات کا بنیادی علاج اور کامیابی کی کنجی، عقیدۂ توحید اور اللہ پر توکل ہے۔ انسان جب تمام مادی اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو کسی غیبی اِمداد کا انتظار کرتا ہے، بے قرار کی اسی فریاد کے بارے میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (النمل: ۶۲)۔

ترجمہ: کون ہے جو بے بس و مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور کون ہے جو مشکل کو حل کرتا ہے۔ اور کون مرنے کے بعد تمہیں ان کی نیابت سونپتا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہے؟ تم بہت کم سوچتے ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کسی کے حالتِ اضطرار میں جانے سے پہلے ہی لا الہ الا اللہ پر انسانی کامیابی کی بنیاد رکھتا ہے۔اسی کی تعلیم تمام انبیاء علیہم السلام دیتے رہے (الانبیاء:۲۵)۔

عَنِ بْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہ قَالَ کُنتُ خَلفَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ یوماً ، فَقَالَ یَا غُلَامُ ، اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْكَ ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَكَ ، وَاِذَا سَأَلتَ فَاسْأَلِ اللّٰہَ ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَنفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ یَنفَعُوكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَكَ ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلٰی اَنْ یَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ یَضُرُّوكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْكَ ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (ترمذی حدیث:۲۵۱۶، مسند احمد حدیث:۲۶۷۳)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر، جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر تمام لوگ تمہیں فائدہ پہنچانے پر متفق ہو جائیں تو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اسکے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائیں تو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اسکے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور تحریریں خشک ہو چکی ہیں۔

دین کے میدان میں کامیابی کا راز، عقیدے کی درستگی کے ساتھ ساتھ نفس کو جھکانے اور آخرت کو یاد رکھنے میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ یعنی سمجھدار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو جھکایا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیا (ترمذی حدیث:۲۴۵۹، ابن ماجہ حدیث:۴۲۶۰)۔

اہل اسلام نے اخلاق اور تصوف کے موضوع پر اتنی زیادہ کتابیں لکھی ہیں کہ پوری دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ان دونوں موضوعات کا تعلق نفسیات سے ہے اگرچہ اخلاق یا آداب یا تصوف کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

بچوں کی نفسیات

ذہانت کی سطح اور خداداد صلاحیت (I Q)، بچے کی فطرت، بچے کی تربیت، اس میں والدین کا کردار اور ماحول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ بچہ ماں باپ کی نقل اتارتا ہے اور ان کا کردار اس کی شخصیت کی تعمیر میں بیج کا کردار ادا کرتا ہے، بچے کی انفرادی محنت کی باری بہت بعد میں آتی ہے۔ اس کا دماغ خالی تختی کی طرح ہوتا ہے، جو لکھ دیا جائے کھرچنا مشکل ہوتا ہے۔ بچپن کی عادات بڑے ہونے کے بعد بڑی مشکل سے جاتی ہیں۔ علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اَلنَّفْسُ کَالطِّفْلِ اِنْ تُھْمِلْہُ شَبَّ عَلٰی
حُبِّ الرَّضَاعِ وَاِنْ تُفْطِمْہُ یَنْفَطِمِ

ترجمہ: انسان کا نفس بچے کی طرح ہے، جب تک تم اسے دودھ پلاتے جاؤ گے پیے جائے گا، اور جب چھڑا دو گے تو چھوڑ دے گا۔

نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ لاڈ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ شہزادی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو سیدنا امام حسن کے بارے میں پوچھا: اَیْنَ لُکَعُ یعنی ننھا کہاں ہے (بخاری حدیث: ۵۸۸۴)۔

آپ ﷺ بچوں کو سلام کہنے میں پہل فرماتے تھے، حدیث شریف میں ہے کہ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ أَنَّہٗ مَرَّ عَلَی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ وَقَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ یعنی نبی کریم ﷺ ایک دفعہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا، آپ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (بخاری: ۶۲۴۷، مسلم: ۵۶۶۳)۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو پشت مبارک پر اٹھا لیتے تھے (ترمذی: ۳۷۶۹)۔ ان کے ساتھ کھیلنے لگتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک ران پر بٹھا لیتے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھا لیتے اور پھر انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیتے اور پھر فرماتے: اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما،

میں ان پر رحم کرتا ہوں (بخاری حدیث:۶۰۰۳)۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ چھوٹے سے تھے تو انکی ناک صاف کرنے کیلئے نبی کریم ﷺ آگے بڑھے مگر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہل کر گئیں (ترمذی حدیث:۳۸۱۸)۔

بچوں کے ساتھ جائز مذاق بھی فرماتے تھے۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال کا تھا، مجھے یاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کلی کر کے پانی مجھ پر پھینک دیا (بخاری حدیث:۷۷)۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچے دعا کے لیے لائے جاتے تھے، ایک دفعہ آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوا کر کپڑوں پر بہا دیا (بخاری:۲۲۲)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا سا تھا تو نبی کریم ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے، میں صفوں کے درمیان گھوم رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے مجھے منع نہیں فرمایا (بخاری حدیث:۷۶)۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيمًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ (بخاری:۶۲۰۳)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اخلاق والے تھے، میرا ایک بھائی تھا جسے ابو عمیر کہتے تھے، میرا خیال ہے اس کا دودھ چھوٹ چکا تھا، جب نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ فرماتے: يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ یعنی اے ابو عمیر! نغیر نے کیا کیا؟ نغر ایک پرندہ تھا جس سے میرا بھائی کھیلتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچے تھے، فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ یعنی اے دو کانوں والے (ترمذی حدیث:۱۹۹۲)۔

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دس بچے ہیں اور

میں نے کبھی کسی بچے کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ یعنی جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری: ۵۹۹۷، مسلم: ۶۰۲۸)۔

والدین کی طرف سے نفرت، بے توجہی اور زیادہ مار پیٹ بچوں کے خراب ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اس کے برعکس بچے کو بالکل نڈر چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں۔ اپنی مرضی کرنے کا عادی بچہ بڑا ہو کر مشکلات میں پھنس جاتا ہے اور بعض اوقات ایسے بچے مرضی پوری نہ ہونے پر گھر چھوڑ جاتے ہیں یا خودکشی تک کر گزرتے ہیں۔ کسی کا قول ہے:

Spare the rod and spoil the child

ترجمہ: ڈنڈا بچا لو اور بچے کو خراب کر دو (یعنی ڈنڈے کا استعمال ترک کرنے سے بچہ خراب ہو جاتا ہے)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ اَهْلُ الْبَيْتِ، فَاِنَّهٗ اَدَبٌ لَّهُمْ یعنی کوڑا لٹکا کے رکھو جہاں سے وہ گھر والوں کو نظر آتا رہے، یہ چیز انہیں ادب سکھانے کا ذریعہ ہے (الجامع الصغیر: ۵۴۶۹)۔

اس حدیث میں کوڑا لٹکانے کا حکم دیا گیا ہے مارنے کا نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ آزاد چھوڑ دینے سے بھی اولاد خراب ہو سکتی ہے اور ہر وقت مارتے رہنے سے بھی بچے بگڑ سکتے ہیں۔

اور فرمایا: جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ، اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر سزا دو، اور اس عمر میں انہیں الگ الگ بستروں پر سلاؤ (ترمذی: ۴۶۰، ابوداؤد: ۴۹۵، مجمع الزوائد: ۱۶۲۶)۔

اس حدیث میں نماز سکھانے کے لیے سات سال کی عمر کا تعین اور پھر دس سال کی عمر کے بعد بچوں کو الگ الگ سلانے کا حکم نہایت گہری درجہ بندی اور تربیتی نفسیات کا عکاس ہے۔

نوجوانوں کی نفسیات

اکثر نوجوان مخلص ہوتے ہیں اسی لیے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں۔ نوجوانوں کو ہر نئے

چیزاچھی لگتی ہے۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ حُبُّكَ الشَّئَ يُعْمِي وَيُصِمُّ (ابوداؤد حدیث:۵۱۳۰،مسند احمد حدیث:۲۱۷۵۱،۲۷۶۱۶)۔

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: کسی چیز کی محبت تجھے اندھا بھی کردیتی ہے اور بہرہ بھی۔

جلدی متاثر ہو جانے کو تصوف کی زبان میں تلوین کہتے ہیں یعنی رنگ پکڑنا۔ لہٰذا ہر نئے آدمی سے دوستی، نظر پڑتے ہی محبت، پسند کی شادی، پسند کا شعبہ، ہرنئی صنعت اور اشیاء سازی ،مسلک اور مذہب کی تبدیلی جیسی چیزیں نوجوانوں سے زیادہ صادر ہوتی ہیں۔صحیح مذہب اسلام، سنیت ہے اور تصوف ہے۔

مختلف تحریکوں نے نوجوانوں کی اس کمزوری سے خوب فائدہ اٹھایا، کالجی نوجوانوں نے خوب توڑ پھوڑ کی، ہڑتالیں کیں اور بسیں جلائیں۔نوجوانوں کو قیادت سونپ دینا مناسب نہیں۔ناتجربہ کاری تنظیموں اور افواج کو تباہ کرتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ وَمِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ (مسند احمد حدیث:۸۳۰۲)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ۷۰ ہجری کے اختتام اور نوجوانوں کی قیادت سے اللہ کی پناہ مانگو۔

اکثر نوجوان حقیقت پسند نہ ہونے کی وجہ سے احساسِ کمتری یا احساسِ برتری میں جلدی مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ان کے بارے میں مثبت سوچ ، انہیں مخلص اور سادہ سمجھ کر ان کی اصلاح اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے۔خوشامد اور حوصلہ افزائی میں، اور اخلاق و تکلف میں بظاہر معمولی سا فرق ہے مگر بہت اہم فرق ہے۔

بعض نوجوان بچے اور بچیاں محض اپنی رنگت، چہرے کی چھائیاں، کیل، مہاسے یا پیٹ

بڑھ جانے یا قد چھوٹا رہ جانے اور دوستوں کی طرف سے مذاق اڑائے جانے کی وجہ سے احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کمزوریاں کسی انسان کی عظمت کے خلاف نہیں اور ان سے زیادہ خرابیاں اور کمزوریاں دوسروں میں بھی ہوتی ہیں اور یہ سب چیزیں قابلِ علاج بھی ہیں۔

سلام کرنے میں پہل کرنا، سلام کا جواب گرم جوشی سے دینا، مضبوط ہاتھ ملانا، اگلے سے خیریت پوچھنا، اگر دوسرا خیریت پوچھے تو الحمدللہ کہنا اور پھر اگلے سے بھی اس کی خیریت پوچھنا، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتے ہوئے خیریت پوچھنا، دوسروں کو ان کے پورے نام سے پکارنا، ہر کسی کا دُکھڑا غور سے سننا، اپنے دکھڑے ہر کسی کو نہ سنانا اور دوسروں سے دلی ہمدردی کرنا انسان کو ہر دل عزیز بنا دیتا ہے اور نوجوانوں کے بہت سے نفسیاتی مسائل کا حل ہے۔

بعض نوجوان جب اپنے کسی قریبی دوست کو دوسروں کیساتھ گپ شپ لگاتا دیکھتے ہیں تو انہیں احساس ہوتا ہے کہ شاید یہ مجھے دکھا دکھا کر ایسا کر رہے ہیں، میرے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور مجھے جلانے کیلئے منصوبہ بنا رکھا ہے، یا جب کوئی انہیں غور سے دیکھتا ہے تو انہیں اس دیکھنے میں حقارت اور تنقید نظر آتی ہے۔ حالانکہ یہ محض اپنے اندر کا احساس اور اپنی سوچ کا فریب ہوتا ہے۔

ان تمام چیزوں کا علاج حقیقت پسندی ہے۔ اگر آپکا کوئی قدم یا بات اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نہیں ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ صحت، بیماری، حسن، بدصورتی، دوستوں کی کثرت و قلت وغیرہ کوئی معیار نہیں، بلکہ اللہ کریم فرماتا ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقوے والا ہے (الحجرات:۱۳)۔

بوڑھوں کی نفسیات

بڑھاپے میں بچپنا واپس لوٹ آتا ہے، اسی لیے بچے اور بوڑھے کی نبض اعصابی اور مزاج بلغمی ہوتا ہے، اللہ کریم فرماتا ہے: مَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ (یٰس: ۶۸)۔

ترجمہ: ہم جسے لمبی عمر دیتے ہیں اسے اسکی خِلقت میں الٹا پھیر دیتے ہیں، تو کیا یہ لوگ سمجھتے نہیں؟

والدین بڑھاپے والی مجبوری کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بچپن میں پالنے کی وجہ سے

ان سے اچھی توقع رکھتے ہیں اور واقعی انصاف ان کے ساتھ ادب اور ان کی خدمت کا متقاضی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَقَضٰی رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (بنی اسرائیل:۲۳)۔

ترجمہ: اور تیرے رب نے فیصلہ دیا ہے کہ اے لوگو! اللہ کے سواء کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک رکھو، اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔

بوڑھا آدمی تجربہ کار ہونے کی وجہ سے ایک قیمتی ہیرا ہوتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

برائے جہاں دیدگاں کارکن — کہ صید آزموداست گرگِ کہن

ترجمہ: جہاں دیدہ لوگوں کی مشاورت سے کام کر، اس لیے کہ پرانا بھیڑیا شکار کے داؤ پیچ خوب سمجھتا ہے۔

عام دنیادار بوڑھا اکثر حرص کا بھی شکار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قَلْبُ الشَّيْخِ شَآبٌّ عَلٰی حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُولِ الْحَيٰوةِ وَ حُبِّ الْمَالِ یعنی بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے، لمبی زندگی اور مال کی محبت (مسلم حدیث:۲۴۱۱)۔

عورتوں کی نفسیات

شادی سے پہلے کے معاملات بچوں کی نفسیات کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔ بچیوں کو نماز تلاوت اور شرافت سکھانے میں ماں باپ کی عملی زندگی کا بہت بڑا کردار ہے۔ ہانڈی روٹی، پاکی صفائی، بڑوں کا احترام، بات کو برداشت کرنا، ساس سسر کو ماں باپ سمجھنا، شادی کے بعد روٹھنے کا نام نہ لینا، قناعت پسندی وغیرہ ایسی تعلیمات ہیں کہ بیٹیوں کے لیے ماں باپ کا یہی عظیم تحفہ ہے۔

شادی کے بعد بچیوں کے حالات یکسر بدل جاتے ہیں۔ سسرال امیر بھی ہو سکتے ہیں

اور غریب بھی، اپنے بھی ہو سکتے ہیں اور پرائے بھی۔ ایسے لوگوں کی بیٹی کا گھر کبھی نہیں بس سکتا جو ہمیشہ اپنی بیٹی ہی کی سائیڈ لینے کے عادی ہوں اور اس کی یکطرفہ بات سن کر چڑھ نکلتے ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے بارے میں ان کے والدین سے کبھی شکایت نہیں کی اور کسی زوجہِ مطہرہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ یہ نہایت عظیم ازدواجی کردار ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند ہوتی ہوئی سنی، جب آپ اندر داخل ہوئے تو انہیں تھپڑ مارنا چاہا اور فرمایا: اپنی آواز رسول اللہ ﷺ سے بلند کرتی ہو؟ نبی کریم ﷺ انہیں روکنے لگ گئے اور ابوبکر غصے میں باہر نکل گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تم نے دیکھا میں نے تمہیں کیسے بچا لیا ہے؟ کچھ دنوں کے بعد ابوبکر پھر حاضر ہوئے اور دیکھا کہ دونوں (اللہ کے پیاروں) میں صلح ہو چکی ہے تو کہنے لگے: مجھے جس طرح اپنے جھگڑے میں شامل کیا تھا اسی طرح مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کریں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا یعنی ہم نے ایسا ہی کیا، ہم نے ایسا ہی کیا (ابوداؤد: ۴۹۹۹)۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں سمجھ جاتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔ میں نے عرض کیا آپ کیسے سمجھ جاتے ہیں؟ فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ یعنی: نہیں ربِ محمد کی قسم۔ اگر تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ یعنی: نہیں ربِ ابراہیم کی قسم۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم یا رسول اللہ بالکل اسی طرح ہے، میں صرف آپ کا اسم گرامی نہیں لیتی (بخاری: ۵۲۲۸، مسلم: ۶۲۸۵)۔

محبوب کریم ﷺ نے ایک مرتبہ سفر کے دوران ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مقابلے پر دوڑ لگائی، حضرت ام المومنین آگے نکل گئیں، پھر ام المومنین کا جسم مبارک بھاری ہو گیا، اب دوڑ لگائی گئی تو نبی کریم ﷺ آگے نکل گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس

پہلی دوڑ کے بدلے میں ہے (ابوداؤد: ۲۵۷۸)۔

خواتین کی نفسیات کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ اپنے سسرال میں خود کو باعزت دیکھنا چاہتی ہیں۔ اور واقعی جہاں تک ہو سکے ان کو عزت دی جانی چاہیے۔ سسرال کے افراد کے سامنے اگر شوہر اس کو بے عزت کر دے تو اس کا دل دکھتا ہے۔ اس کے علاوہ گھر کے کام کاج اور ہانڈی روٹی میں عورت کی حوصلہ افزائی، اس کے پکائے ہوئے کھانے کی تعریف اور اس کے ساتھ مل کر کھانا کھانا اس کا حوصلہ بڑھاتا ہے اور یہ کسی بھی گھر میں مفت کا سکون ہے۔

اگر خدانخواستہ میاں بیوی میں جھگڑا اور فساد ہو جائے تو اکثر گھروں میں فساد کو فساد کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہوتی ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو دلائل کے ساتھ جھوٹا ثابت کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب جھگڑے کے بعد صلح کی نیت سے دلائل دیے جاتے ہیں تو کام مزید گرم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النساء:۱)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے بنایا اور اسی سے اس کی زوجہ (حوا) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور (ڈرو) قربتوں (میں قطع رحمی) سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ (بخاری حدیث: ۳۳۳۱)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ

خیر خواہی کرو کیونکہ عورت کو ایک پسلی سے بنایا گیا ہے اور پسلی کی او پر والی ہڈی ٹیڑھی ہے، پس اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو تو توڑ دو گے اور اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی، سو تم عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی مومن کسی مومنہ سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہو تو کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی (مسلم:۳۶۴۸)۔

اور فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے، پھر پچھلے پہر (کس منہ سے) اسی سے مجامعت کرے گا (بخاری:۵۲۰۴)۔

ازدواجی زندگی کا اہم نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ اکثر اوقات میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لیے مخلص ہوتے ہیں، بات کو حسن ظن کے ساتھ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

اکثر جھگڑا شوہر کے تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ احساسِ برتری اور شوہر ہونے کا گھمنڈ اندر کارفرما ہوتا ہے۔ زبان دراز عورت کو برداشت کرنے والا شوہر جلد ولی بن جاتا ہے، اسی طرح سخت مزاج شوہر کو برداشت کرنے والی عورت بھی جلد مقبول بارگاہ ہو جاتی ہے۔

میڈیا سے متاثر ہو کر بال کھول کر پھرنے والی خواتین اکثر نیک ہوتی ہیں، انہیں مناسب رہنمائی نہیں ملی ہوتی، پھر بھی وقت آنے پر ان میں سے بعض کو راستہ مل جاتا ہے۔ یا کسی تلخ تجربے کے بعد ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

تبلیغی نفسیات

حکمتِ عملی

اللہ کریم فرماتا ہے: اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ یعنی اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیے حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان پر حجت قائم کیجیے احسن طریقہ سے، بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ

سے بھٹکے اور وہ خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو (النحل:۱۲۵)۔

کسی کو سمجھانے کا نرم انداز اور میٹھا لہجہ انبیاء کا طریقہ ہے بشرطیکہ اگلے نے کوئی ایسی غلطی نہ کی ہو جس کا ازالہ سرِ عام ضروری ہے۔ بے تکلف اور سادہ سادہ الفاظ میں سمجھانا چاہیے اسے قرآن شریف کے الفاظ میں قولِ سدید کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی کہ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْھُدٰی وَالسَّدَادَ یعنی اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور سیدھا پن مانگتا ہوں (مسلم حدیث: ۶۹۱۲)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَا فَتَكَلَّمَا ثُمَّ قَعَدَا وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ فَإِنَّمَا تَشْقِيقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً (مسند احمد حدیث:۵۶۸۷،ابن حبان حدیث:۵۷۱۸)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مشرق سے دو خطیب آدمی آئے۔ دونوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا پھر دونوں بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے خطیب حضرت ثابت بن قیس کھڑے ہو گئے اور خطاب کیا۔ پھر بیٹھ گئے۔ لوگوں کو ان سب کا کلام بہت اچھا لگا۔ تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے لوگو! کلام میں اپنا سادہ طریقہ جاری رکھو، کلام میں لفاظی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: بے شک بیان میں جادو ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ قَالُوا مَهْ مَهْ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا قَالَ فَجَلَسَ قَالَ أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ قَالَ لَا وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ قَالَ لَا وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ

قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذٰلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلٰى شَيْءٍ (مسند احمد حدیث:۲۲۱۱۲)۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان آیا، کہنے لگا یارسول اللہ مجھے برائی کی اجازت دیں، سارے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئے اوراسے منع کرنے لگے کہ باز آ باز آ، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، وہ قریب ہواتو فرمایا: کیاتم اپنی ماں کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہانہیں میں قربان جاؤں۔فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔پھر فرمایا: کیاتم اپنی بیٹی کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں یارسول اللہ میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کیلئے ایسا پسند نہیں کرتے، فرمایا: کیاتم اپنی بہن کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کیانہیں میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بہنوں کیلئے اسے پسند نہیں کرتے، پھر فرمایا: کیاتم اپنی پھوپھی کیلئے ایسا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہانہیں میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کیلئے اسی پسند نہیں کرتے، پھر فرمایا: کیاتم اپنی خالہ کیلئے اسے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہانہیں میں قربان جاؤں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس نوجوان پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ اس کا گناہ معاف کر، اور اسکے دل کو پاک کر، اور اسکی شرمگاہ کو محفوظ کر۔اس کے بعد وہ نوجوان کبھی برائی کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ (بخاری حدیث:۵۳۰۵)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، کہنے لگا یارسول اللہ میرے ہاں کالے رنگ کا بیٹا پیدا ہوا ہے، (جبکہ نہ میں کالا ہوں نہ میری بیوی کالی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اونٹ رکھے ہوئے ہیں؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا: انکے رنگ کیا ہیں؟ عرض کیا سرخ، فرمایا: کیا ان میں کسی کا رنگ کالا بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا: یہ رنگ کہاں سے آ گیا؟ عرض کیا شاید کوئی رگ کھینچ لی ہوگی، فرمایا: ہوسکتا ہے تیرے بیٹے نے بھی کوئی رگ کھینچ لی ہو۔

اگر کوئی انسان غلطی کرے تو دوسرے اسے اس کے طعنے نہ دیں۔ طعنے دینے سے وہ مزید بگڑے گا بلکہ توبہ کر چکنے کے بعد اگر کسی کو طعنہ دیا جائے تو ایسا شخص بعض اوقات اپنی توبہ بھی توڑ بیٹھتا ہے اور پھر پرانے کچھنوں پر اتر آتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللهُ قَالَ لَا تَقُولُوا هٰكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ (بخاری:٦٧٧٧)۔

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو شراب پینے کی وجہ سے سزا دی، اسے کسی نے ہاتھ سے، کسی نے جوتے سے اور کسی نے کپڑے سے مارا، جب واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک آدمی نے شراب پینے والے سے کہا: اللہ تجھے رسواء کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔

تنظیمی اصلاح

تنظیموں کے اراکین یہاں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں کہ: میرے قائد جیسا کوئی نہیں۔ یہ چیز معاشرے میں فساد کا ایک اہم سبب بنتی ہے۔ ہر کسی کو اپنے اپنے قائد اور مرشد کو اپنی حد تک رکھنا چاہیے اور دوسروں پر مسلط نہیں کرنا چاہیے۔ پوری امت پر حکمرانی کا حق صرف انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے۔

روحانی بیماریاں اوران کاعلاج

عَنِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا یَکُوْنُ الرَّجُلُ عَالِماً حَتّٰی لَا یَحْسُدَ مَنْ فَوْقَهٗ وَلَا یَحْقِرَ مَنْ دُوْنَهٗ وَلَا یَبْتَغِیْ بِعِلْمِهٖ ثَمَناً (سنن الدارمی حدیث:۲۹۵)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی آدمی عالم نہیں ہوسکتا جب تک اپنے سے اوپر والے پر حسد نہیں چھوڑتا، اپنے سے نیچے والے کو حقیر سمجھنا نہیں چھوڑتا اور اپنے علم سے دولت کمانا نہیں چھوڑتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ، فَاِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (ابوداؤد حدیث رقم:۴۹۰۳)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری حدیث:۶۱۱۴، مسلم حدیث:۶۶۴۳، ابوداؤد حدیث:۴۷۷۹)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ (مسلم حدیث:۲۶۶، ۲۶۷، ابوداؤد حدیث:۴۰۹۱، ترمذی حدیث:۱۹۹۸، مسند احمد حدیث:۳۷۸۸، ابن ماجہ حدیث:۵۹)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

تکبر سے بچنے اور اس کی نفی کرنے کے لیے خود اپنا ایسا علاج تجویز کرنا کہ اپنے

ہاتھوں خود کو ذلیل کیا جائے، ناپسندیدہ ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لَا یَنْبَغِی لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یُذِلَّ نَفْسَهٗ (ترمذی: ۲۲۵۴)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مومن کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے آپ کو خود ذلیل کرے۔

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا رَأَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ (مسلم: ۷۵۰۶، ابوداؤد: ۴۸۰۴)۔

ترجمہ: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی پھینک دو۔

کم گوئی

مبلغ کو اپنی دینی تبلیغ، کثرتِ تصانیف اور فصیح وبلیغ خطابات پر عجب پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا مبلغ اکثر اوقات ایک بات کے درمیان معمولی سا موقع ملنے پر اپنے عجب پر مبنی غیر متعلقہ گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں اپنی نفی اور قلتِ گفتار بہترین علاج ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : مَنْ صَمَتَ نَجَا (مسند احمد حدیث : ۶۴۸۸ ، ۶۶۶۳ ، ترمذی حدیث: ۲۵۰۱، سنن الدارمی حدیث: ۲۷۱۵)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا نجات پا گیا۔

علم وہ ہے جو حلم پیدا کرے

عَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا

(ابوداؤد حدیث: ۵۰۱۲)۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بعض علم بھی جہالت ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا، وفد کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر ملنے لگے، لیکن انکا امیر سواری سے اترا، لباس بدلا اور بڑے آرام سے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ: اَلْحِلْمُ وَالْاِنَاۃُ یعنی تم میں دو خصلتیں ایسی جو اللہ کو پسند ہیں، ایک حلم اور دوسری آہستگی (مسلم حدیث: ۱۱۷)۔

ایک روز حضرت امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ کے دار الخلافہ کے دروازے پر تشریف فرما تھے، صحرا سے ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو بھوکا پیاسا ہے یا تجھ پر کوئی مصیبت پڑی ہے۔ اس نے پھر کہا آپ ایسے ہیں اور آپ کے والدین ایسے ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا: طشت میں چاندی بھر کر لاؤ۔ اور اسے دے دو۔ پھر فرمایا: اے دیہاتی ہمیں معذور سمجھنا۔ گھر میں اسکے سوا کچھ نہ تھا ورنہ دینے سے انکار نہ ہوتا۔ جب دیہاتی نے آپ کا یہ صبر و تحمل دیکھا تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقینا آپ فرزندِ رسول ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۷۶)۔

فرزندِ رسول علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ سمجھا دیا کہ:

کسی کی بداخلاقی دیکھ کر، یا بے ہودہ گفتگو سن کر طیش میں آنے کی بجائے زیرِ لب مسکرانا سیکھیے، اخلاقی دنیا کے شہسوار بن جاؤ گے۔

جاہلوں سے مت الجھو

جاہل سے بحث بے سود اور اس کا قد بڑھانے کے مترادف ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ یعنی معافی کو اپنی عادت بنائیں، اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے مت الجھیں (اعراف:۱۹۹)۔

پراپیگنڈا کے اثرات

انسان جس صحبت میں رہتا ہو اس سے اثرات لیتا ہے، اگر پراپیگنڈے کے ذریعے کسی برے سے برے آدمی کو اچھا کہا جائے تو لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور تحقیق نہیں کرتے۔ اس طرح اگر پراپیگنڈا کسی نیک سے نیک ہستی کے خلاف بھی دستیاب ہو جائے تو لوگ اس سے بدگمان ہو جاتے ہیں اور تحقیق نہیں کرتے۔ پراپیگنڈا کی کثرت، جھوٹ کو سچ بنا دیتی ہے اور سچ کو جھوٹ۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا یعنی اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو (الحجرات:٦)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ یعنی کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے کرتا پھرے (مسلم:۷)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ (مسند احمد حدیث:۲۴۵۱)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنی ہوئی بات آنکھوں دیکھی کی طرح نہیں ہوتی۔

مخالفانہ ماحول اور خصوصاً تنظیمی ماحول کی گپ شپ اکثر حق سے دور لے جاتی ہے، جس کسی سے مخالفت ہو اس پر بے جا گرفت، فتویٰ بازی اور ہنگامہ آرائی کا بازار گرم رہتا ہے اور ایسے لوگ اکثر اپنے مخالف کے بارے میں بدگمانی کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے لوگ اکیلے اکیلے بیٹھ کر اپنے مخالف کے بارے میں سوچیں تو ان کی اپنی حرکتیں ان کے ضمیر پر بوجھ بن جائیں۔ اسی لیے اللہ کریم فرماتا ہے:

قُلۡ إِنَّمَآ أَعِظُكُم بِوَٰحِدَةٍۖ أَن تَقُومُواْ لِلَّهِ مَثۡنَىٰ وَفُرَٰدَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُواْۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍۚ إِنۡ هُوَ إِلَّا نَذِيرٞ لَّكُم بَيۡنَ يَدَيۡ عَذَابٖ شَدِيدٖ (سباء:۴۶)۔

ترجمہ: فرمادیجیے! اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہوجاؤ دو دو اور ایک ایک پھر تم سوچو، کہ تمہارے (اِن) صاحب کو کسی قسم کا کوئی جنون نہیں وہ نہیں ہیں مگر سخت عذاب کے آنے سے پہلے (بروقت) تمہیں ڈرانے والے۔

اسلام نے اچھی صحبت اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِناً وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ (ترمذی حدیث: ۲۳۹۵، ابوداؤد: ۴۸۳۲، دارمی: ۲۰۶۱، مسند احمد حدیث: ۱۱۳۴۳)۔

ترجمہ: مومن کے سواء کسی کی صحبت میں مت بیٹھ اور تیرا کھانا کوئی نہ کھائے سوائے تقوے والے کے۔

عَنْ اَبِیْ ھریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ (ابو داؤد حدیث: ۴۸۳۳، ترمذی حدیث: ۲۳۷۸)۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تم میں سے ہر ایک کو غور کر لینا چاہیے کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا کس کے ساتھ ہے۔

عمومی نفسیات

طرح طرح کے لوگ

لوگوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جسے محض اپنی معاش اور اولاد پروری سے غرض ہے۔ دوسرا طبقہ ایسا ہے جو نسبتاً مذہبی ہے اور نماز پڑھنے اور جمعہ عید پڑھنے کی کوشش کرتا ہے مگر اس حد سے زیادہ دلچسپی نہیں لیتا۔ تیسرا طبقہ ایسا ہے جو کسی دینی شخصیت سے وابستہ ہے یا کسی کا مرید ہے اور بس، ان تینوں طبقوں میں بعض لوگ بڑی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں لیکن ان کی صلاحیتیں

اپنی معاش تک یا زیادہ سے زیادہ علاقائی سفید پوشی اور پنچائت تک محدود رہ جاتی ہیں، ان میں سے کچھ لوگ نئی نئی تحریکوں اور مختلف مذاہب کے لیے پنیری کا کام دیتے ہیں۔ چوتھا طبقہ ایسا ہے جو کسی تنظیم یا کسی تحریک سے وابستہ ہے اور لٹریچر بھی پڑھتا ہے یا اپنے مرشد سے تربیت لیتا ہے اور ایسے مریدین کے اندر بھی کئی مراتب اور طبقات ہیں۔ پانچواں طبقہ طالب علموں کا ہے جو بعض اوقات تنظیموں سے وابستہ ہوتے ہیں حالانکہ انہیں تعلیم پر توجہ دینی چاہیے نہ کہ تنظیم پر۔ چھٹا طبقہ خطیب حضرات کا ہے جو عالم نہ ہوں، اسی طبقے میں جاہل اور غالی پیروں کو بھی شمار کرنا چاہیے، اسی طبقے میں شریعت سے بے خبر شاعر بھی آتے ہیں۔ ساتواں طبقہ ان لوگوں کا ہے جو آج کے دور میں چل پھر کر دینی علم حاصل کرتے ہیں، اسی وجہ سے آزاد خیال ہوتے ہیں، اجماع اور جمہور کے خلاف تحقیقات پیش کر دیتے ہیں، ایسے آدمی میں اگر بولنے کی صلاحیت بھی ہو یا وہ کسی طرح میڈیا پر آجائے تو عجیب تماشے کرتا ہے، ایسا آدمی اپنی محدود معلومات کی روشنی میں نہایت خوبصورت بات بنالیتا ہے جو بہت سی بنیادی شرعی تعلیمات کے منافی ہوتی ہے اور اہلِ علم اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، مگر عوام کی بلا جانے، کسی اصول کا پابند نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگوں کی باتیں آپس میں بھی متضاد ہوتی ہیں، اپنی اس کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے ایسے لوگ دوسروں کو وسعتِ قلبی کا درس دینے لگتے ہیں۔ آٹھواں طبقہ سکول ٹیچرز اور کالجوں کے پروفیسر حضرات کا ہے، تقریباً اسی سطح کے لوگوں میں سینئر صحافی، ڈاکٹر، حکیم، وکیل اور سی ایس ایس کے لوگ بھی آتے ہیں، ایسے لوگ اگر کسی گہری علمی اور دینی شخصیت سے رابطہ رکھیں تو اپنے حلقے میں بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔ نواں طبقہ اسلامیات کے پروفیسرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی حضرات کا ہے، ایسے لوگ اگر اجماع اور جمہور کے پابند رہیں تو بڑا کام دکھا سکتے ہیں، پاکستان میں ایسے لوگ اسی پابندی کے ساتھ کثرت سے کام کر رہے ہیں اور ان کا خلوص اور جذبۂ دینی سراہے جانے کے قابل ہے۔ دسواں طبقہ مدارس کے فضلاء اور مدرسین کا ہے جو وسعتِ قلبی کے ساتھ ساتھ اس کی حدود اور قیود کو بھی سمجھتے ہیں، ان میں سے بعض حضرات پروفیسر بھی لگ جاتے ہیں، علومِ ظاہریہ کی حد

تک یہ چوٹی کا طبقہ ہے۔گیارہواں طبقہ انہی فضلاء میں سے طریقت کے مشائخ اور صاحبانِ علم و حکمت کا ہے جو صحیح معنی میں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔یہ درجہ بندی محض استقرائی ہے،اللہ کریم جسے چاہے کہیں سے اٹھا کر کہیں رکھ دے۔

سیدنا قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک اور لحاظ سے نہایت زبردست تقسیم فرمائی ہے،فرماتے ہیں:

لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔اول جن کے پاس نہ زبان ہے نہ دل، غافل محض۔ ایسوں کو دعوت دو۔دوم جن کے پاس زبان ہے دل نہیں، بے عمل علماء۔ایسے منافقوں سے اللہ کی پناہ۔سوم جن کے پاس دل ہے زبان نہیں،عزلت نشین ، خاموش ، اپنے عیوب پر نظر رکھنے والے۔ایسوں کی ہم نشینی فائدہ دیتی ہے۔چہارم جنہیں عالم ملکوت میں عزت اور بزرگی حاصل ہے،خدائی اسرار وعلوم کے امین،اصلاح خلق پر مامور،انبیاء علیہم السلام کے جانشین،انسانیت کے جوہرِ خاص اور انبیاء کے بعد سب سے بڑے مرتبے پر فائز۔ان کی مخالفت مت کرو(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۴۳ کا حاصل)۔

عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (ابوداؤد حدیث:۴۸۴۲)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے انکے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔

جو لوگ کسی علاقے میں اکثریت میں ہوں تو ان میں بے وقوفوں کی بھی اکثریت ہوتی ہے۔اکثر ناسمجھ لوگ اپنی نیت کے خلوص کی وجہ سے بخشے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ (مشکل الآثار للطحاوی جلد ۲ صفحہ ۸۱)۔

ترجمہ: جنت میں اکثریت بے وقوفوں کی ہوگی۔

اللہ کو کون پسند ہے

انسانوں کی مختلف اقسام اور گروہوں میں سب سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اللہ سے ڈرنے والا کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور قوم، نسل، پیشے اور غربت کے طعنے نہیں دیتا۔ اور اس حقیقت کو جان لینے والا اپنی چھوٹی قوم، نسل، پیشے اور غربت سے احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات:۱۳)۔

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار رہو، بے شک اللہ خوب جاننے والا اچھی طرح خبردار ہے۔

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق:۱۶)۔

ترجمہ: اور ہم ان وسوسوں کو (بھی) جانتے ہیں جو اس کا نفسِ امارہ (اس کے دل میں) ڈالتا رہتا ہے اور ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ (بخاری حدیث:۶۴۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اس کی طرف دیکھے جس کو اس کے اوپر مال میں اور جسمانی بناوٹ میں فضیلت دی گئی ہے تو چاہیے کہ اس کی طرف دیکھے جو اس سے کم درجہ کا ہے جو ان میں سے ہے جن پر اس کو فضیلت دی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ الْغِنَىٰ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَٰكِنَّ الْغِنَىٰ غِنَى النَّفْسِ (مسلم حدیث:۲۴۲۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنی وہ نہیں جس کے پاس مال زیادہ ہو بلکہ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافاً، وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ (مسلم حدیث:۲۴۲۶)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کامیاب ہوا جو مسلمان ہو گیا، اور اسے گزارے کا رزق دیا گیا، اور اللہ نے اسے اپنے دیے پر قناعت کی توفیق بخشی۔

لوگوں میں سمجھدار کون ہے

سب سے زیادہ سمجھدار انسان وہ ہے جو اپنی موت کو یاد رکھے۔ موت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پلان کی گئی زندگی نہایت کامیاب رہتی ہے۔ دور اندیش انسان کو بڑا عظیم انسان سمجھا جاتا ہے اور موت اندیش سے بڑھ کر دور اندیش نہیں ہو سکتا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَاشِرَ عَشَرَةٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، مَنْ اَكْيَسُ النَّاسِ وَاَحْزَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ ذِكْراً لِلْمَوْتِ، وَاَشَدُّهُمْ اِسْتِعْدَاداً لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْاَكْيَاسُ، ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْآخِرَةِ (المعجم الاوسط للطبرانی:۶۴۸۸)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دسویں مہینے کی دس تاریخ کو حاضر ہوا، آپ کے پاس انصار میں سے ایک آدمی حاضر ہوا، اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! سب لوگوں سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط کون ہے؟ فرمایا: جو شخص اُن میں سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ موت کیلئے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں، وہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پا گئے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَوْصِنِي، قَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ

فِي عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا فَاَمْسِكْ (شرح السنۃ:٣٦٠٠)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیں۔فرمایا: کام کو تدبیر سے ہاتھ ڈال اور تم دیکھو کہ اسکے انجام میں بہتری ہے تو اسے کر گزرو اور اگر اس میں نقصان کا ڈر محسوس کرو تو رک جاؤ۔

وقتی عیش و عشرت میں مگن ہو جانے اور فخر کا شکار ہو جانے والے لوگ اچانک کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ محض حسرت کرتے اور ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔

اللہ کریم فرماتا ہے:

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ (الانعام:۴۴)۔

ترجمہ: جب وہ لوگ نصیحت کو بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے عارضی طور پر کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ دی گئی چیزوں پر اترانے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا، تو اب وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔

عبرت حاصل کرو

یہ دنیا ایک عظیم تجربہ گاہ ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ: تجربے کے بغیر کوئی حکیم نہیں بن سکتا اور ٹھوکریں کھائے بغیر کوئی حلیم نہیں بن سکتا (ترمذی حدیث: ٢٠٣٣)۔

ایک دفعہ ٹھوکر کھانے سے ہی معرفت حاصل ہوتی ہے۔قرآن اسے عبرت کہتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ (بخاری حدیث: ٦١٣٣، مسلم: ٧٤٩٨، ابوداؤد حدیث: ۴٨٦٢)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ میں سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

جلد بازی

وَیَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالۡخَیۡرِ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا یعنی انسان برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے جیسے بھلائی کی دعا مانگتا ہے، اور انسان ہے ہی بڑا جلد باز (بنی اسرائیل:۱۱)۔

خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ سَاُورِیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنِ (الانبیاء:۳۷)۔

ترجمہ: انسان جلد باز پیدا کیا گیا، (اے لوگو) عنقریب میں اپنی نشانیاں تمہیں دکھاؤں گا تو تم مجھ سے جلدی نہ مانگو۔

عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : اَلۡاَنَاۃُ مِنَ اللهِ وَالۡعُجۡلَةُ مِنَ الشَّیۡطٰنِ (ترمذی حدیث:۲۰۱۲)۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آہستگی اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔

یقین کی دولت

قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ یَا اَیُّهَا النَّاسُ، اِنَّ النَّاسَ لَمۡ یُعۡطُوۡا فِی الدُّنۡیَا خَیۡرًا مِنَ الۡیَقِیۡنِ وَالۡمُعَافَاۃِ، فَاسۡئَلُوۡهُمَا اللهَ عَزَّوَجَلَّ (مسند احمد حدیث:۳۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! دنیا میں اللہ تعالیٰ نے یقین اور عفو سے بڑھ کر کسی کو کوئی دولت عطا نہیں فرمائی۔ اللہ عزوجل سے یقین اور عفو مانگا کرو۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ : اَلۡمُؤۡمِنُ الۡقَوِیُّ خَیۡرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِ الضَّعِیۡفِ وَفِیۡ کُلٍّ خَیۡرٌ، اِحۡرِصۡ عَلٰی مَا یَنۡفَعُكَ، وَاسۡتَعِنۡ بِاللهِ وَلَا تَعۡجِزۡ، وَاِنۡ اَصَابَكَ شَیۡءٌ فَلَا تَقُلۡ لَوۡ اَنِّیۡ فَعَلۡتُ کَانَ کَذَا وَ کَذَا، وَلٰکِنۡ قُلۡ قَدَّرَ اللهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ، فَاِنَّ لَوۡ تَفۡتَحُ عَمَلَ الشَّیۡطٰنِ (مسلم:۶۷۷۴، ابن ماجہ:۷۹)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مضبوط مومن اللہ کے ہاں کمزور مومن سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے۔ ویسے دونوں اچھے ہیں۔ اپنے فائدے

کے کام کی کوشش کر اور اللہ سے مدد مانگ اور سستی نہ کر۔ اگر تجھے کوئی نقصان دہ چیز پیش آ جائے تو مت کہہ کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہوتا، بلکہ کہہ: اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اس نے چاہا وہ کر دیا۔ کاش کے لفظ سے شیطانی عمل کا دروازہ کھلتا ہے۔

رضا کیا ہے

رضا پر راضی ہونے سے اجر وثواب اور قرب وولایت کا حصول اپنی جگہ پر مگر اس کی نفسیاتی حقیقت یہ ہے کہ رضا پر راضی ہو جانے سے انسان کے اعصاب بالکل ڈھیلے (Relex) ہو جاتے ہیں، تناؤ ہٹ جاتا ہے، خفقان (Tension) ختم ہو جاتا ہے اور انسان صرف صحتمند نہیں بلکہ نفسیات کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ کا قرآنی اعزاز معمولی اعزاز نہیں۔ یہی انسان کی تخلیق کے مقاصد کے حصول کی انتہا ہے۔

ٹینشن ایک بے توکلی کا مرض ہے، کسی نے خوب کہا ہے کہ:

tension is a self punishment and wastage of time , it can not change anything but keeps you busy to do nothing.

ترجمہ: ٹینشن ایک خود ساختہ سزا ہے اور وقت کا ضیاع ہے، یہ کچھ تبدیلی نہیں لا سکتی مگر آپ کو کچھ نہ کرنے میں مصروف رکھتی ہے۔

بدگمانی اور تجسس منع ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَاۤ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً أَ يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات:۱۲)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور (عیبوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت (بھی) نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے

مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ توتم اس سے (انتہائی) کراہت (محسوس) کرتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : اِیَّاکُمۡ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکۡذَبُ الۡحَدِیۡثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَ کُونُوا عِبَادَ اللهِ اِخۡوَانًا (بخاری:٦٠٦٦، مسلم:٦٥٣٦)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، بد گمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ ایک دوسرے پر کان نہ دھرو، ایک دوسرے پر تجسس نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ دو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے بے وفائی نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

عَنۡ مُعَاوِیَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ یَقُوۡلُ : اِنَّكَ اِذَا اتَّبَعۡتَ عَوۡرَاتِ النَّاسِ اَفۡسَدۡتَهُمۡ (ابوداؤد حدیث:٤٨٨٨)۔

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم لوگوں کے بھید کی جستجو کرو گے تو انہیں متنفر کر دو گے۔

بدگمانی اور اندازے بازی کے ساتھ اس چیز کا گہرا تعلق ہے کہ انسان دوسروں کو اپنے او پر قیاس کرتا ہے۔ دوسروں کو اپنے پر قیاس کرنے کی وجہ سے ہی بعض شریف اور خوش گمان لوگ بھی فراڈیوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ عربی کا مقولہ ہے:

اَلۡمَرۡءُ یَقِیۡسُ عَلٰی نَفۡسِهٖ یعنی آدمی اپنے آپ پر قیاس کرتا ہے۔

تمسخر اور برے القاب

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِنۡ قَوۡمٍ عَسٰی أَنۡ یَکُونُوا خَیۡرًا مِنۡهُمۡ وَلَا نِسَاءٌ مِنۡ نِسَاءٍ عَسٰی أَنۡ یَکُنَّ خَیۡرًا مِنۡهُنَّ وَلَا تَلۡمِزُوا أَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوا بِالۡأَلۡقَابِ (الحجرات:١١)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! کوئی گروہ کسی گروہ کا مذاق نہ اڑائے، بعید نہیں کہ وہ اُن (مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں، اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں اور آپس میں طعنہ زنی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے بلاؤ۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ (بخاری حدیث:۲۹۸۹)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: اچھا بول بھی صدقہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نا مناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ انسانی نفسیات یہ ہے کہ اپنا پورا نام سننا ہر کوئی پسند کرتا ہے۔ کسی کا قول ہے:

The best music which somebody wants to listen is his own name .

ترجمہ: بہترین موسیقی جو ایک شخص سننا چاہتا ہے وہ اس کا اپنا نام ہے۔

تسخیر کا جائز طریقہ

اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہوئے لوگوں کی تسخیر کا طریقہ یہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللهُ وَازْهَدْ فِيمَا عِندَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ (ابن ماجۃ حدیث:۴۱۰۲)۔

ترجمہ: دنیا سے بے رغبت ہوجا اللہ تجھ سے محبت رکھے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہوجا، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ (شعب الایمان للبیہقی حدیث:۶۵۶۸)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرچ میں میانہ روی آدھی

معاشیات ہے اور لوگوں کیساتھ محبت سے پیش آنا آدھی عقل ہے اور سوال کا سلیقہ آدھا علم ہے۔

بے ادبی کے نقصانات اور اس کے نفسیاتی اثرات

بزرگوں کی بے ادبی انسان کے ضمیر پر ایک خطرناک اثر چھوڑتی ہے۔ بعض اوقات اس کی معافی ہو بھی جائے تو انسان خود کو معاف نہیں کرتا۔ یا اگر معافی ہو بھی جائے تو دوبارہ لائن ہاتھ نہیں آتی۔

کسی کے ماں باپ کو گالی دینے والا دراصل اپنے ماں باپ کو گالی دے رہا ہوتا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں جسے گالی دوں گا وہی گالی میری طرف جواباً لوٹائی جائے گی۔ اسی کو نتائج پر نظر رکھنا کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ (بخاری حدیث: ۵۹۷۳)۔

ترجمہ: کبیرہ سے بھی کبیرہ گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو لعنت کرے، عرض کیا گیا یارسول اللہ! کوئی آدمی کیسے اپنے والدین کو لعنت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا اور وہ اس کی ماں کو بھی گالی دے گا۔

تحلیل نفسی

تحلیلِ نفسی سے مراد ذہن سے بیٹھی ہوئی کسی چیز کو ذہن سے نکالنا ہے۔ بعض لوگ اپنے آپ کو خود ہی معاف نہیں کرتے، ان کے لیے مندرجہ ذیل دعا بہت کار آمد چیز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سید الاستغفار کا نام دیا ہے یعنی استغفاروں کا بادشاہ:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ

بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ (بخاری حدیث: ۶۳۰۶، ترمذی حدیث :۳۳۹۳،نسائی حدیث: ۵۵۲۲)۔

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سواء کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے،تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تجھ سے کیے ہوئے عہد اور تجھ سے کیے ہوئے وعدہ پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، میں نے جو جو (برے) کام کیے ان کے شر سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں، تیری مجھ پر جو نعمتیں ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں اور میں تیرے حضور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں،سو تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سواء کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا۔

گناہ کا احساس بڑی چیز ہے اور یہی سچی توبہ کا سبب بنتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلنَّدَمُ تَوۡبَۃٌ یعنی ندامت ہی توبہ ہے (مشکوٰۃ: ۲۳۶۳)۔

اے عزیز! تیرے رب کی رحمت تیری خطاؤں پر اتنی غالب ہے کہ تیرا اعتراف ہی معافی ہے۔

اللہ کریم جل شانہ حقیقت پسندی کی توفیق عطا فرمائے اور فقیر کی اس مختصر تحریر کو اپنی مخلوق کے لیے فائدہ مند بنائے، یہ اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغُ

وَصَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ

☆......☆......☆